ایمان وعقائد

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ
مفسر تیسیر القرآن

کیا آغا خانی مسلمان ہیں؟

...... حصہ اوّل ......

اس حصہ میں ایسے عقائد ونظریات کا ذکر ہے جن میں کم از کم نام کی حد تک تمام مسلمانوں اور اسماعیلیوں میں اشتراک موجود ہے:

الف : ارکانِ اسلام

① کلمہ شہادت

اسلام میں داخل ہونے کے لئے کلمہ شہادت کا زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے۔ اس کلمہ کے دو اجزا ہیں یعنی أشهد أن لا إله إلا الله اور أشهد أن محمدًا رّسول الله اور اگر کوئی مسلمان بھی ان دونوں اجزا یا دونوں میں سے کسی کا زبانی یا معنوی طور پر انکار کردے، یا اس سے ایسے اعمال سرزد ہوں جن سے اس کلمہ کے کسی جزو کی تردید ہوتی ہو تو وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

قادیانیوں نے اس کلمہ کے دوسرے جزو کا معنوی طور پر انکار کیا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو تا قیامت واجب الاتباع تسلیم کرتے ہوئے ایک اور 'نبی کی نبوت' کو تسلیم کرلیا تو پاکستان کی عدالتِ عالیہ نے اس فرقہ کو ۱۹۷۵ء میں غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔

تمام اہل سنت کے برعکس آغا خانی (اسماعیلیہ) فرقہ کے کلمہ شہادت کے اجزا دو نہیں بلکہ تین ہیں: أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمد رسول الله وأشهد أن أمير المؤمنين علي الله [1]

☆ اس مضمون کے مقدمے کے طور پر بعض تفصیلات کو جمع کیا گیا تھا، تا کہ اسماعیلیوں اور آغا خانیوں کے مابین تعلق کو نکھارا جاسکے۔ تفصیل اور طوالت کے پیشِ نظر اسے مستقل طور پر شائع کیا جارہا ہے، اس مضمون کے مطالعہ سے قبل سابقہ مضمون کا مطالعہ مفید ہوگا۔ مدیر

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں ان کے ہاں پہلے دو اجزا (جو سب مسلمانوں میں مشترک ہیں) کا بھی وہ مفہوم نہیں، جو دوسرے مسلمانوں کے ہاں پایا جاتا ہے۔کلمہ کے پہلے جزء لا الہ الا اللہ کا عام مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود یا عبادت کے لائق نہیں۔ اگرچہ بعض مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کی بعض صفات اُلوہیت، یعنی مشکل کشائی اور حاجت روائی وغیرہ میں اپنے زندہ یا فوت شدہ بزرگوں اور پیروں کو بھی شامل کرلیا تاہم غیر اللہ کو سجدہ کرنا ایسا عمل ہے جسے مسلمانوں کے تمام فرقے حرام سمجھتے ہیں مگر اسماعیلی اپنے حاضر امام کو سجدہ کرتے اور اس کو کارِ ثواب اور اصل عبادت سمجھتے ہیں۔ درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

(i) ''اس دنیا میں جو مؤمن پہلے تھے اور جو مؤمن اس وقت ہیں اور جو آئندہ ہوں گے سب مومن 'شاہ پیر'② کی عبادت کرتے تھے، کررہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔''

(ii) ''پیر شاہ ہمارے گناہ بخش دیتے ہیں...... امام حاضر کو ہم 'پیر شاہ' کہتے ہیں۔''③

(iii) امام (علی) کے ظاہر ہونے کے بعد اللہ نے اسلام کو متقبول کیا اور پیغمبر کا دور ختم ہوا، اس کے بعد کوئی پیغمبر اس دنیا میں نہیں آیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ امام کا ظہور اللہ کا ظہور ہے جس کی پہچان اللہ کی پہچان ہے جس کی بندگی اللہ کی بندگی ہے جس کی حمد اللہ کی حمد ہے جس کی بیعت اللہ کی بیعت ہے جس کی فرمانبرداری اللہ کی فرمانبرداری ہے۔''④

ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیلیہ نے زبانی اقرار کے باوجود، اپنے حاضر امام میں تمام صفاتِ اُلوہیت ماننے کی بنا پر معنوی طور پر لا إله إلا الله کی تردید کردی ہے، اور عملی طور پر جس کی تردید کی، اس کا بیان آگے آئے گا۔

اب کلمہ شہادت کے دوسرے جز محمّد رسول اللہ کی طرف آئیے۔ اس کا عام مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحیح اور ثابت شدہ تمام اقوال و افعال قیامت تک کے لئے تمام مسلمانوں کے لئے واجب الاتباع ہیں۔ آپ ﷺ کے قول یا فعل کے مقابلے پر کسی کا قول یا

---

① شکشن مالا، منظور شدہ درسی کتاب، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند بمبئی

② گنان برہم پرکاش، مجموعہ مقدس گنان ص ۲۹۷ از پیر شمس الدین، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند ممبئی

③ شکشن مالا کے جی سبق نمبر ۴ ص ۱۲ منظور شدہ درسی کتاب مذہبی نائٹ سکول مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند

④ کلام الٰہی اور فرمان امام ص ۵۴ از عالی جاہ سلطان پنجم نور محمد

www.KitaboSunnat.com

فعل ترک کر دیا جائے گا۔ اسماعیلیہ کا زبانی دعویٰ یہی ہے کہ جیسا کہ اسماعیلیہ⑤ تعلیمات پرائمر کے ص ۵ پر 'ذہنی مشق' کے عنوان کے نیچے یوں لکھا ہوا ہے:

اسلام

اللہ	قرآن شریف
رسول ﷺ	حدیث شریف
حاضر امام	فرمان مبارک
پیر	گنان شریف

مگر عملاً حاضر امام کے فرمانِ مبارک کے مقام کے بالمقابل حدیث شریف کا تو ذکر ہی کیا، وہ فرمانِ مبارک قرآن کے مقابلہ میں یا تو اس کے ہم پلہ ہوتے ہیں یا اس سے بلند تر درجہ رکھتے ہیں۔ درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

① ''قرآن شریف کی صحیح سمجھ اور اس کے چھپے بھیدوں کے صحیح معنی اور صحیح علم امام حاضر کو ہی ہوتا ہے۔ امام حاضر قرآنِ ناطق (بولتا ہوا قرآن) ہے، اس لئے اس کے فرمانوں کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔''⑥

② ''نزول وحی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد زمانہ کے اماموں کی معرفت ان کے فرمانوں کی شکل میں جو ہدایات کی جاتی ہیں وہ اللہ کے کلام کے برابر ہیں۔''

③ ''اللہ نے حضرت پیغمبر کی معرفت تیس پارے نازل کئے۔ (باقی دس پارے) زمانہ کے اماموں کی معرفت ان کے فرمانوں کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔''⑦

درج بالا ہر دو اقتباسات میں فرامین حاضر امام کو قرآن کے ہم پلہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن درج ذیل فرمان میں، فرمان تو درکنار گنان کا درجہ بھی قرآن سے بڑھا دیا گیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے:

④ ''آپ لوگوں کے لئے جو علم ہے وہ گنان ہے۔ قرآن شریف کو تیرہ سو سال ہو چکے ہیں

⑤ شائع کردہ ہز ہائی نس آغا خان شیعہ امامی اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی نمبر ۳

⑥ شکشن مالا iii سبق ۲، ص ۸، درسی کتاب مذہبی نائٹ سکول، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند ممبئی

⑦ کلام الٰہی اور فرمان امام ص ۶۲، از عالیجاہ سلطان پنجم نور محمد، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے تنزانیہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ملک عرب کی آبادی کے لئے ہے۔ جبکہ گنان کو سات سو سال ہوئے ہیں اور تم لوگوں کے لئے گنان ہے اور اسی پر عمل کرنا۔'' [8]

قرآن کو چھوڑنے اور گنان کو اپنانے کی وجہ بھی خوب بتلائی ہے۔ آنجہانی سر آغا خان سوم سلطان محمد شاہ اپنے فرامین کی قرآن پر بالادستی کا اظہار یوں فرما رہے ہیں:

⑤ ''دین کی ہدایت کے لئے صرف کتابیں اور تحریری الفاظ ہی کافی نہیں۔''
(لندن جماعت خانہ: ۱۱/ جون ۱۹۵۱ء) [9]

⑥ ''اسماعیلیوں کے پاس ہدایت کے لئے کوئی تحریری کتاب نہیں بلکہ حیاتِ امام ہے۔''
(بمبئی، ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء) [10]

غور فرمائیے کہ جب فرامین مبارک بلکہ گنان شریف کے مقابلہ میں قرآن شریف کی بھی کچھ حیثیت نہ ہو تو حدیث شریف کس کھیت کی مولی ہوئی۔

اب اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اسماعیلی رسول اللہ ﷺ سے اپنے امام حاضر کا درجہ بلند تر سمجھتے ہیں۔ درج ذیل سوال جواب ملاحظہ ہو:

سوال: 'پیغمبر' یعنی ناطق اور 'اساس' یعنی امام ...... ان دونوں میں کس کا درجہ بڑا ہے؟

جواب: اساس کا درجہ بڑا ہے، کیونکہ جو کام پیغمبروں سے نہیں ہوسکتا تھا وہ 'اساس' امام کرتے تھے اور پیغمبروں میں سے اماموں کو بنانے کا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہوا تھا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اساس کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔ پیغمبر اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اس کے ذریعہ اللہ کی پہچان کراتے ہیں جبکہ 'اساس' یعنی امام اپنی ذاتی طاقت سے بذاتِ خود ہدایت کرتے ہیں۔ اپنی پہچان آپ کرواتے ہیں اور ان کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ [11]

---

⑧ کلام امام مبین آغا خان سوم کے فرامین کا مجموعہ حصہ نمبر ۱ فرمان نمبر ۳۱ ص ۸۱، اسماعیلیہ ایسوسی ایشن بمبئی

⑨ پمفلٹ شان امامت ص ۲ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان

⑩ ایضاً۔ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان کراچی

⑪ مارگ ورشیکا حصہ ۱ ص ۶۸ از مشنری علی بھائی بابوانی منظور شدہ درسی کتاب برائے مذہبی نائٹ سکولز مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند، بمبئی

www.KitaboSunnat.com

ان تصریحات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ محمد رسول الله کا جو مفہوم عام مسلمان سمجھتے ہیں، اسماعیلیوں کے ہاں یکسر مفقود ہے۔

کلمہ شہادت میں اثنا عشری شیعوں نے بھی ایک تیسرے جزء علي ولي الله کا اضافہ کرلیا۔جس کے معنی ہیں کہ علیؓ اللہ کے وصی ہیں۔یعنی اللہ کا حکم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اُنہیں خلیفہ بنایا جاتا اور اسماعیلیوں نے جو اضافہ کیا وہ أن امیر المؤمنین علي الله ہے جس کے معنی ہیں کہ ''علی اللہ ہیں'' یا ''علی اللہ سے ہیں۔''

ہم اپنے اس معنی کی تائید میں درج ذیل گنان پیش کرتے ہیں:

① ''اس وقت نبی محمد ﷺ نے یہ بتلایا کہ بھائی فرشتو! آپ کو ایک بہت ہی اچھی بات بتلاتا ہوں (کہ جب علی پیدا ہوئے تو) انہوں نے اپنا تعارف مجھ کو خود ہی کرایا کہ وہی (علی) تو پوری کائنات کا خالق ہے۔ اس لئے علی کو صحیح اللہ کہیے، اس عقیدہ میں ذرّہ برابر کمی نہ کریں۔''[۱۲]

② ''اوّل ہی سے جو اللہ ہے، اسے علی کہئے۔''

''نبی محمد نے اپنے شوہر (یعنی علی) کو پہچانا''[۱۳] (نعوذ بالله من ذلك الهفوات)

③ ''جب حضور اکرم ﷺ نے شاہ علی کا دیدار کیا تو سب سے اوّل ان کو صحیح اللہ پایا''[۱۴]

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ علی تو صحیح اللہ ہیں اور دوسرے امام حاضر بھی اللہ کا مظہر ضرور ہیں۔ان کا کلام، کلام اللہ سے بڑھ کر تو ہوسکتا ہے مگر کمزور نہیں ہوسکتا۔اب خود ہی فیصلہ کرلیجئے کہ عام مسلمانوں کے کلمہ شہادت اور اسماعیلیوں کے کلمہ شہادت کے مفہوم میں کوئی قدرِ مشترک باقی رہ جاتی ہے؟

② نماز دوسرا رُکن اسلام

کلمہ شہادت کے بعد اسلام کا دوسرا رُکن نماز ہے جس کی قرآن میں سات سو بار تکرار سے تاکید آئی ہے۔ پانچ وقت کی نماز مسجد میں جاکر باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔اسماعیلی فرقہ

[۱۲] گنان مومن چیتامنی از سید امام شاہ مجموعہ مقدس گنان ص ۱۰۷ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند، بمبئی

[۱۳] گنان مومن چیتامنی از سید امام شاہ ص ۱۴۴، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند، بمبئی

[۱۴] گنان مومن چیتامنی از سید امام شاہ ص ۱۰۶ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند، بمبئی

www.KitaboSunnat.com

اس وقت نماز کا تارک ہے اور اسے تسلیم نہیں کرتا۔ وہ صلوٰۃ کے معنی 'دعا' کر کے اس شرعی تکلیف سے آزاد ہوگئے ہیں۔ اس سلسلہ میں اسماعیلی تعلیمات کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

① ''ہمارے نزدیک اس (لفظ صلوٰۃ) سے مراد وہ خاص عبادت ہے جو مقررہ اوقات پر کی جاتی ہے۔ مقررہ اوقات پر دُعا پڑھنا ہر مؤمن پر فرض ہے۔ قرآن پاک میں دعا کے لئے صلوٰۃ کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔''[15]

① ''آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق صلوٰۃ (دعا) مؤمن کی معراج ہے۔''[16]

مسجد کے بجائے جماعت خانہ

اسماعیلی چونکہ نماز نہیں پڑھتے لہٰذا اپنی 'دعا گاہ' کو مسجد بھی نہیں بلکہ 'جماعت خانہ' کہتے ہیں۔ جبکہ دنیا بھر کے دیگر تمام فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنی عبادت گاہ کو مسجد ہی کہتے ہیں۔ اقتباس:

''یوں تو دعا کیسے بھی ادا کی جاسکتی ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ دعا پڑھنے کے لئے مؤمن مولا کے گھر یعنی 'جماعت خانہ' جائے۔''[17]

دُعا بھی روزانہ صرف دو بار فرض ہے!

یعنی صبح کی اور شام کی دعا۔ آج کل جو دعا جماعت خانوں میں پڑھی جاتی ہے، یہ حاضر امام شاہ کریم حسینی کی منظور شدہ ہے جو اُنھوں نے ۲۱ مارچ ۱۹۷۰ء کو منظور[18] فرمائی۔ اس سے پہلے یہ فرقہ صلوٰۃ یا دعا کون سی اور کیسے پڑھتا تھا، وہ ہمیں معلوم نہیں۔

موجودہ منظور شدہ دعا کے چھ حصے ہیں۔ چھٹے حصہ میں اسماعیلی اماموں کا شجرہ ہے۔ ہر حصے کے خاتمہ پر سجدہ کیا جاتا ہے جس میں پڑھا جاتا ہے:"اللهم لك سجودي وطاعتي" جب سجدہ کیا جاتا ہے تو ہر جماعت خانہ میں سامنے حاضر امام کی قد آدم تصویر موجود ہوتی ہے جس کے مطلب کے وضاحت کی ہمیں ضرورت نہیں۔ مکھی اور کامڑیا

---

⑮ اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۴ ص ۱۰، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

⑯ اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۴ ص ۱۱، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

⑰ اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۴ ص ۱۱ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

⑱ مذہبی رسومات ص ۱، ذیلی عنوان مقدس دعا بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

www.KitaboSunnat.com

(جماعت خانہ کے منتظمین وغیرہ) کا منہ چونکہ مؤمنوں یا دینداروں کی طرف ہوتا ہے، اس لئے ان کیلئے ان کے سامنے علیحدہ امام کی تصویر لگی ہوتی ہے۔اب آپ خود فیصلہ کر لیجئے کہ نماز کے سلسلہ میں اسماعیلیوں اور عام مسلمانوں کے درمیان کیا قدرِ مشترک باقی رہ جاتی ہے؟

۳ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا اہم رُکن

جس کا حکم قرآن میں تقریباً ستر بار آیا ہے۔اس کا عام مفہوم یہ ہے کہ ہر غنی یا صاحب ِنصاب مسلمان ہر سال بعد اپنی بچت کا چالیسواں حصہ نکال کر اللہ کی راہ میں دے دیتا ہے۔ زکوٰۃ، انفرادی طور پر نکالی جائے یا اجتماعی طور پر اس کا کثیر حصہ محتاج و نادار افراد کو دیا جاتا ہے، گویا زکوٰۃ کے پیسہ کا بہاؤ امیر طبقہ سے غریب کی طرف ہوتا ہے۔

اسماعیلی فرقہ میں ایسی زکوٰۃ کا تصور تک نہیں۔اس کے بجائے ان کے ہاں کا ہر دیندار اپنی آمدنی کا دسواں حصہ (دسوند) نکال کر اپنے امام حاضر کو پیش کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ پھر اسے امام حاضر کے علاوہ اپنے پیر کے لئے بھی آمدنی کا چالیسواں حصہ نکالنا ہوتا ہے اور اس کے علاوہ شکریت اور دوسری قسم کے نذرانے الگ ہیں۔درج ذیل گیان ملاحظہ فرمائیے:

> ''ست گرجی (سچے گوروجی یعنی حاضر امام) کی خدمت 'دسوند' دیتے رہئے۔
> اور چالیسواں حصہ پیر کو دیتے رہئے اور بے شمار 'شکریت' دیتے رہئے۔
> جو خلوص کے ساتھ دسوند اور شکریت دیتے ہیں، ان کی جب آخری گھڑی آئے گی (یعنی موت کا وقت) تو یہ آپ (امام) کے پاس پہنچیں گے۔''[۱۹]

اب دیکھئے زکوٰۃ اور دسوند میں درج ذیل بنیادی فرق ہیں:

① زکوٰۃ بچت پر لگتی ہے جبکہ 'دسوند' آمدنی پر لگتی ہے۔

② زکوٰۃ کی شرح اڑھائی فیصد یا چالیسواں حصہ ہے جبکہ دسوند کی شرح تحریر میں دس فیصد اور عملاً ساڑھے بارہ فیصد ہوتی ہے یا آٹھواں حصہ ہوتی ہے۔

③ زکوٰۃ صرف مالداروں پر لگتی ہے، جبکہ دسوند امیر و غریب سب کے لئے ہے۔

④ زکوٰۃ میں زکوٰۃ ادا کرنے والے کی ضروریات کا لحاظ رکھا جاتا ہے، لیکن دسوند میں کچھ

---

⑲ گنان مومن چیتامنی از سید امام شاہ۔ مجموعہ مقدس گنان ص ۱۴۰، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند، بمبئی

www.KitaboSunnat.com

خیال نہیں رکھا جاتا۔

⑤ زکوٰۃ کی رقم کا کثیر حصہ غریبوں کی جیب میں جاتا ہے جبکہ دسوند کی رقم امام حاضر (جو پہلے ہی امیر کبیر ہیں) کی جیب میں جاتی ہے۔

⑥ زکوٰۃ باقی مال کو معمولی قسم کی لغزشوں سے پاک کرتی ہے۔سود یا حرام کی کمائی زکوٰۃ کو پاک نہیں کرسکتی، لیکن دسوند ادا کرنے کے بعد بقایا مال خواہ کسی طریقے سے کمایا ہو پاک ہوجاتا ہے۔

اندریں حالات دسوند کوکسی حد تک انکم ٹیکس کا نام تو دیا جاسکتا ہے لیکن اس کا اسلامی فریضہ زکوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔

④ روزہ اسلام کا چوتھا رُکن

پورے ماہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض قرار دیے ہیں لیکن اسماعیلی اس فریضہ سے بھی آزاد ہیں۔اس کے عوض ان کے ہاں درج ذیل دو طرح کے روزے رکھے جاتے ہیں:

① جمعہ بیج (یعنی وہ جمعہ جو چاند کی پہلی کو آئے) کا روزہ

''جمعہ بیج تقریباً ہر چھ ماہ میں ایک مرتبہ آتی ہے اور ہر ایک دیندار کو یہ روزہ فرض ہونے کی بنا پر اسے عمل میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے سوائے کسی ناگزیر وجہ یا بیماری کے۔''[۲۰]

② چاند کے بعد ساتویں تاریخ کا روزہ

''۱۹۶۲ء سے مولانا حاضر امام (شاہ کریم حسینی) کے فرمان کے مطابق اس روزے کو شاہ مولا کے روزے کا نام دیا گیا ہے۔ اس روزے کے دن جماعت خانہ میں گنان شریف، فرمانِ مبارک اور کلام بولا اور پڑھا جائے۔''[۲۱]

اب دیکھئے ہر ماہ میں ایک روزہ یا سال کے ۱۲ روزے تو موجودہ امام نے ۱۹۶۲ء سے فرض کیے، اس سے پہلے اسماعیلیوں پر صرف دو روزے یعنی جمعہ بیج کے روزے فرض تھے؟ یہ دو روزے کس امام نے اور کب فرض کیے تھے؟ یہ ہمیں معلوم نہیں۔ نیز ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ماہ رمضان کے تیس روزے جو اللہ نے فرض کیے تھے، وہ کس امام نے اور کب معاف کردیئے تھے۔

---

⑳,㉑ ہماری مقدس مذہبی رسومات ص ۲۰ بلیٹن، اسماعیلیہ ایسوسی ایشن پاکستان، کراچی، تاریخ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

۵ حج اسلام کا پانچواں رُکن

ہر صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک بار بیت اللہ کا حج اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔ اسماعیلی حضرات اس فریضہ سے بھی آزاد ہیں۔ کوئی اسماعیلی کاروبار کی غرض سے یا از راہِ سیر وتفریح مکہ چلا جائے اور وہاں حج یا عمرہ کرلے تو اسے اس بات کی اجازت ہے۔ حج یا عمرہ کو ایک فریضہ سمجھ کر کوئی اسماعیلی ارادتاً اور تکلّفاً وہاں نہیں جاتا۔

ب: دیگر اسلامی شعائر

ارکانِ اسلام کے علاوہ کچھ ایسے اسلامی شعار بھی ہیں جنہیں مسلمانوں کے سب فرقے تسلیم کرتے ہیں مگر اسماعیلیوں نے ان میں یا تو نئی راہ نکال لی ہے یا بالکل متضاد روش اختیار کر رکھی ہے اور وہ درج ذیل ہیں:

۱ سلام اور سلام کا جواب

مسلمانوں کے تمام فرقوں میں مسنون سلام و جواب السلام علیکم اور وعلیکم السلام ہے، لیکن اسماعیلی فرقہ اس مسئلہ میں متضاد روش اختیار کرتا ہے۔ ان کے ہاں سلام و جواب کو مندرجہ ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

① جب کوئی دیندار جماعت خانہ میں جائے تو کہتا ہے 'ہے زندہ؟' دوسرے اسے جواب دیتے ہیں: 'قائم پایا' [۴۲]

دراصل اس سوال و جواب میں اسماعیلیوں کا اپنے امام کے متعلق حي قیوم ہونے کے عقیدہ کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔ آنے والا پوچھتا ہے: کیا ہمارا امام زندہ ہے؟ اور جواب دینے والا کہتا ہے: ''ہم نے تو اسے قائم ہی پایا ہے۔'' اس طرح ہر آن مریدوں کی ذہن سازی کی مہم جاری رہتی ہے۔

② اور جماعت خانہ سے باہر جب کسی کو سلام کہنا ہو تو کہنے والا کہتا ہے 'یا علی مدد!' اور جواب دینے والا کہتا ہے: 'مولا علی مدد' ان کی درسی کتاب میں یہ مضمون یوں ادا کیا گیا ہے:

''یا علی مدد' ہمارا سلام ہے۔ 'مولا علی مدد' سلام کا جواب ہے۔'' [۴۳]

---

۴۲ مذہبی رسومات ص ا بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

www.KitaboSunnat.com

۲ نوروز اور سالِ نو

مسلمانوں کا ہجری سال چاند سے تعلق رکھتا ہے اور یہ یکم محرم الحرام کو شروع ہوتا ہے۔ تاہم یہ مسلمانوں کا کوئی تہوار نہیں ہے۔ اسماعیلی اس مسئلہ میں بھی متضاد روش رکھتے ہیں۔ ان کا سال شمسی ہے۔ ۲۱/ مارچ کو شروع ہوتا ہے اور اس دن اسماعیلی تہوار بھی مناتے ہیں۔ درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

''نوروز کی خوشی منانا اسماعیلیوں کی ایک قدیم روایت ہے۔اس کی سالانہ مجلس ۲۱/ مارچ کو صبح صادق کے بعد ہر ایک جماعت خانے میں منعقد کی جائے۔ ۲۱/ مارچ کو مذہبی نقطہ نگاہ سے ہمارا نیا سال شروع ہوتا ہے۔''[۴۴]

اب یہ تو ظاہر ہے کہ ۲۱ مارچ (نوروز) سے مجوسیوں اور سورج پرستوں کو تو عقیدت ہوسکتی ہے مسلمانوں کا اس سے کیا تعلق؟

۳ تہذیبِ مغرب سے دلدادگی

یہ تو سب جانتے ہیں کہ مغربی تہذیب اسلامی تہذیب کی نقیض (ضد) ہے۔ اسماعیلیوں میں عورت کا پردہ نام کی کوئی چیز نہیں۔ جماعت خانوں میں البتہ عورتوں کے بیٹھنے کی الگ جگہ مقرر ہوتی ہے، لیکن کئی قسم کی مجالس میں عورتیں اور مرد اکٹھے ہوتے ہیں۔ حاضر امام اور آپ کے باپ دادا کا تہذیبِ مغرب سے دلدادگی کا یہ عالم ہے کہ حاضر امام کی والدہ لارڈ پرنس کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ آپ نے برطانیہ، سوئٹزر لینڈ اور ہاورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرکے گریجوایٹ کی ڈگری لی ہے، لیکن دینی تعلیم کی شاید آپ کو ضرورت ہی نہ تھی۔ ہوسکتا ہے کہ زیر نورِ خدا کی طرح یہ دینی علم بھی ان اماموں میں نسلاً بعد نسل از خود ہی منتقل ہوتا رہتا ہے۔

امام حاضر کے دادا آغا خان سوم ریس کورس کے انتہائی شیدائی تھے اور ان کے بیشتر گھوڑوں نے بازی جیتی ہے۔ حاضر امام اور ان کے آباؤ اجداد کا لباس اور وضع قطع بھی تہذیبِ مغرب کی دلدادگی پر بڑی واضح دلیل ہے۔ علاوہ ازیں تمام جماعت خانوں میں امام

---

۴۳ شکشن مالا (درسی کتاب برائے مذہبی نائٹ سکولز) سبق ۲ ص ۶، ۷ مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن ہند، بمبئی

۴۴ مذہبی رسومات ص ۱۹، ۲۰ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

www.KitaboSunnat.com

حاضر کی قد آدم تصاویر کی موجودگی اور آپ کے پیروکاروں کا ان کے آگے سربسجود ہونا مستزاد ہے۔غور فرمائیے ان تمام اُمور میں سے کوئی بات بھی اسلامی نقطہ نگاہ سے ایک مذہبی رہنما کے شایانِ شان ہوسکتی ہے؟

۴ اسلامی تعلیمات کی نشرو اشاعت کے بجائے اخفا

ہر مسلمان پر اسلامی تعلیمات کی اشاعت فرض ہے،قولاً بھی اور عملاً بھی۔مسلمان جہاں بھی گئے وہاں مساجد تعمیر کیں، دینی مدارس قائم کئے اور علما نے اپنی تصانیف کے ذریعہ حتیٰ الوسع دینی تعلیم کی نشرو اشاعت کو اپنا معمول بنایا مگر اسماعیلی فرقہ کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔اگر کہیں ان کے جماعت خانے ہیں بھی تو وہ عوام پر بند ہیں۔ان کے مذہبی تعلیم کے مدارس صرف نائٹ سکولز ہیں جہاں غیر اسماعیلی بچوں کو داخل نہیں کیا جاتا۔ان کی مذہبی کتابیں صرف اسماعیلیہ ایسوسی ایشنز ہی چھاپ سکتی ہیں جنہیں کوئی غیر اسماعیلی خرید بھی نہیں سکتا۔اس سلسلہ میں ان کی کتاب 'ہماری مقدس مذہبی رسومات' کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

> ''جماعت خانے کے احاطے میں جماعت کی سہولت کے لئے اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے مذہبی کتابیں خریدنے کا خاص بندوبست کیا جائے گا۔اس کے علاوہ کسی بھی شخص یا ادارے کو مذہبی کتاب جمع کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔سوائے اس کے کہ کسی خاص حالات کے تحت اسماعیلیہ ایسوسی ایشن کی طرف سے اجازت لی گئی ہو۔''[۲۵]

اسلام افشاء وتبلیغ کا دین ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو ﴿بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ اِلَيْكَ﴾ اور ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُوْمَرُ﴾ کا حکم تھا۔اس لحاظ سے اسماعیلی مذہب اسلام کے عین ضد ہے۔غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فرقہ کی کچھ تعلیمات ایسی بھی ہیں جنہیں یہ اوراق میں منتقل ہونے ہی نہیں دیتے بلکہ یہ راز ایسے ہیں جو سینہ بہ سینہ چلتے ہیں۔جیسا کہ ابوعبداللہ شیعی کے متعلق پانچویں درسی کتاب میں لکھا ہے کہ

> ''حضرت امام رضی عبداللہ علیہ السلام (اسماعیلیوں کے دسویں امام) نے ابوعبداللہ کو لائق اور قابل آدمی دیکھ کر واعی ابن حوشب کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیج دیا۔چنانچہ ان کے

---

۲۵ مذہبی رسومات ص ۲۰ بلیٹن شائع کردہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

www.KitaboSunnat.com

زیر تربیت ابوعبداللہ نے اسماعیلی مذہب کے راز سیکھے۔ جب اسماعیلی تعلیمات میں بالکل پختہ ہوگئے تو حضرت امام علیہ السلام کے حکم سے آپ کو داعی بنا کر مغرب (شمالی افریقہ) کی طرف بھیج دیا گیا۔''(۴۶)

اسماعیلی راہبوں کو کیا راز سکھلائے جاتے تھے؟ یہ بات ان کے لٹریچر سے نہیں مل سکتی۔ اس فرقہ کا ایک عظیم داعی حسن بن صباح (م۱۱۲۴ء/۵۱۸ھ) بھی تھا جس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ

''حضرت امام مستنصر باللہ کے زمانے کے ایک عظیم داعی اور بہادر فدائی تھے۔ جنہوں نے قلعہ الموت فتح کیا تھا۔''(۴۷)

اب اس عظیم داعی کے کردار سے کچھ نہ کچھ اُن خفیہ رازوں پر روشنی پڑ جاتی ہے۔ اس داعی کا کردار یہ تھا کہ وہ

''ایک دہشت پسند اور خفیہ جماعت کا بانی تھا۔ اس نے کوہ البرز میں واقع قلعہ اَلَمُوْت (اَلَمُوْط) کو فتح کیا، وہ اپنے مریدوں کو حشیش پلوا کر بے ہوش کر دیتا تھا۔ پھر وہ انہیں اس فردوس میں پھراتا جو اس نے وادی الموت میں بنائی تھی۔ اس بہشت میں اس نے بہت سی خوبصورت عورتیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس دہشت پسند جماعت کے ارکان کو فدائین کہا جاتا تھا اور ان فدائین سے مشہور ہستیوں کے قتل کرنے کا کام لیا جاتا اور اس کے عوض انہیں بہشت میں رہائش مہیا کی جاتی تھی۔ اس کے جانشین صدیوں اپنے فدائیوں کے بل بوتے پر اپنے ملحدانہ خیالات کی نشر واشاعت کرتے رہے۔ وسطِ ایشیا کے بڑے بڑے حکمران ان سے لرزہ براندام رہتے تھے۔ آخر ساتویں صدی ہجری میں ہلاکو خان نے قلعہ الموت کو فتح کیا اور ان کی بہشت اور ملجاء وماویٰ کو تہس نہس کرکے ایک عالم کو ان کے مظالم سے رہائی دلائی۔''(۴۸)

غالباً ایسے ہی کچھ راز ہوتے تھے جو اس فرقہ کے داعیوں کو سکھلائے جاتے تھے۔

...... حصہ دوم ......

اس حصہ میں چند ایسے اُمور کا ذکر کیا جائے گا جو اسماعیلی فرقہ میں تو روحِ رواں کی حیثیت

(۴۶) اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر۵ ص ۳۷، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

(۴۷) اسماعیلی تعلیمات حصہ ۳ ص ۲۳، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

(۴۸) ماخوذ از (۱) فیروز اللغات فارسی حصہ اول ص ۳۶۶ (۲) انسائیکلو پیڈیا اردو فیروز سنز اور (۳) دائرۃ المعارف الاسلامیہ مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی زیر عنوان 'حسن بن صباح'

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں، مگر اسلام سے ان کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ اور یہ دو طرح کے ہیں:

① عقائد سے متعلق اور ② عبادات وشعائر سے متعلق

الف: اسماعیلی عقائد

عقائد سے متعلق تین اُمور قابل ذکر ہیں:

① امامت ② نورِ امامت اور ③ شانِ امامت

① امامت

امامت کا عقیدہ صرف اسماعیلیوں میں ہی نہیں بلکہ شیعہ حضرات کے تمام فرقوں میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم کی رو سے مسلمانوں کا امام صرف ان میں ان کا سب سے متقی شخص ہی ہوسکتا ہے اور تقویٰ کا نسلاً بعد نسل اولاد اور ان کی اولاد میں منتقل ہوتے چلے جانا عقلاً محال ہے۔ دورِ نبوی ﷺ سے پہلے کی پوری انسانی تاریخ میں صرف ایک مثال ایسی ملتی ہے جہاں چار پشتوں تک یہ سلسلہ رہا۔ یعنی حضرت ابراہیمؑ نبی تھے، پھر ان کے بیٹے اسحٰقؑ نبی ہوئے، پھر ان کے بیٹے یعقوبؑ نبی ہوئے اور پھر ان کے بیٹے یوسفؑ نبی ہوئے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔ اب اثنا عشری تو یہ سلسلہ بارہ اماموں تک چلا کر بارہویں امام کو غائب بتلاتے ہیں، جبکہ اسماعیلی (نزاری) اور بوہرے اس کو تا قیامت جاری رکھنے کے قائل ہیں۔ اس وقت نزاری اسماعیلیوں کے ۴۹ ویں امام شاہ کریم حسینی ہیں اور مستعلوی اسماعیلیوں یا بوہروں کے ۵۱ ویں امام ملا طاہر سیف الدین تھے، جن کا انتقال چند سال قبل ہوا ہے۔

اسماعیلی بھی ابتداءً کسی امام کے غائب ہونے اور پھر کسی وقت بطورِ امام مہدی اس کے ظاہر ہونے کے قائل تھے، جیسا کہ ان کا اپنے ساتویں امام محمد بن اسماعیل کے متعلق عقیدہ تھا اور اسی لئے اس فرقہ کو سَبعیہ (یعنی سات اماموں والا) بھی کہتے ہیں جبکہ اثنا عشری اپنے اماموں کا سلسلہ چلا رہے تھے۔ پھر جب اثنا عشری نے اپنے بارہویں امام، امام مہدی کے غائب ہونے اور دوبارہ کسی وقت ظاہر ہونے کے عقیدہ کو اختیار کرلیا تو اسماعیلیوں کے عقیدہ میں غالباً رقابت کے طور پر ایک بنیادی تبدیلی یہ آئی کہ انہوں نے اپنے پہلے عقیدہ کو چھوڑ کر از سر نو امامت کے سلسلہ کو جاری کردیا۔ [۲۹] جو آج تک جاری ہے۔

---

(۲۹) دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ زیرعنوان 'اسماعیلیہ'

شیعانِ علی نے ابتدا ہی میں یہ تو طے کرلیا کہ امامت اولادِ علیؓ کا حق ہے مگر اس کی جزئیات میں بہت سے اختلافات واقع ہوئے، مثلاً امامت حضرت علیؓ کی اولاد میں ہو یا صرف بنو فاطمہؓ میں، کیسانی فرقہ نے حضرت علی کے بیٹے محمد بن حنفیہ کو امام تسلیم کرلیا اور الگ فرقہ بن گیا۔ لیکن شیعہ کے باقی فرقے صرف بنو فاطمہؓ کو ہی امامت کا حقدار سمجھتے ہیں اور عجیب تر بات یہ ہے کہ اسماعیلی حضرت فاطمہ کے بڑے بیٹے حضرت حسنؓ کو امامت سے خارج کر دیتے ہیں، جبکہ اثنا عشری دوسرا امام حضرت حسنؓ ہی کو تسلیم کرتے ہیں۔

نسلی امامت کے سلسلہ میں اس اختلاف کا بھی فیصلہ نہ ہوسکا کہ آیا یہ امامت صرف بڑے بیٹے کا حق ہے یا چھوٹا بھی امام بن سکتا ہے۔ اسماعیلیوں نے امام جعفر صادقؒ کے بڑے بیٹے کو امام تسلیم کیا حالانکہ وہ امام جعفر صادق (م ۱۴۸ھ) کی وفات سے پانچ سال پہلے ہی فوت ہوچکے تھے۔ اثنا عشری ان کے چھوٹے بیٹے موسیٰ کاظم کو امام تسلیم کرتے ہیں پھر اسماعیلیوں میں سے بھی کچھ لوگ چھوٹے بیٹے کی امامت کے قائل ہوگئے۔ مستعلوی بوہرے اسی وجہ سے نزاریوں سے الگ ہوئے کہ اُنہوں نے مستنصر باللہ کے چھوٹے بیٹے مستعلی کو امام تسلیم کرلیا، جو اس وقت سلطان تھے اور بڑے بیٹے نزار اور ان کے بیٹے ان کی قید میں تھے۔

تیسرا اختلاف بعض اماموں کے مستور ہونے یا ان کو مستور کردینے سے ہوا۔ مستور ہونے، پھر قیامت کے قریب ظاہر ہونے کا عقیدہ تقریباً سب شیعہ فرقوں میں پایا جاتا ہے۔ کسی فرقہ کے نزدیک تو حضرت علیؓ بھی فوت نہیں ہوئے بلکہ بادلوں میں مستور ہیں۔ اسماعیل بھی مستور تھے، محمد بن اسماعیل بھی، اثنا عشری کے بارہویں امام مہدی بھی اور مستعلیوں کے امام طیب بھی۔ ایسے ہی اختلافات نے شیعوں کو بے شمار فرقوں میں تقسیم کردیا۔

اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق امامت کو بطورِ حق نسلاً بعد نسل آگے منتقل کرنے کا عقیدہ سراسر اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اماموں کے معصوم ہونے اور ان کی غیر مشروط اطاعت کا عقیدہ معنوی طور پر عقیدۂ ختم نبوت کا نقیض (متضاد) ہے۔

۲ نورِ امامت

نورِ امامت اسماعیلیوں کا برتر اُصول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا نور حضرت علیؓ میں

www.KitaboSunnat.com

منتقل ہوا۔ وہ خدا کے اوتار تھے۔ پھر یہ نور نسلاً بعد نسل ان کے اماموں میں منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اسماعیلی اپنے امام حاضر کو حاضر ناظر سمجھتے ہوئے اس سے رفع حاجات اور مشکل کشائی نیز گریہ وزاری کی دعائیں حتیٰ کہ سجدہ بھی یہ سمجھ کر کرتے ہیں کہ ان کے امام میں اللہ کا نور منتقل ہوکر آ چکا ہے۔ لہٰذا ان کا حاضر امام خدا کا قائم مقام یا اوتار ہے۔

انتقالِ نور کے سلسلہ میں پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ صرف بڑے بیٹے کی طرف ہی منتقل ہوتا ہے یا دوسرے کی طرف بھی ہوسکتا ہے؟ اگر یہ صرف بڑے بیٹے کی طرف ہی منتقل ہوتا ہے تو حضرت حسنؓ کو اس نور سے کیوں محروم کیا جاتا ہے اور حضرت حسینؓ میں یہ نور کیوں تسلیم کیا جاتا ہے؟ اور اگر یہ چھوٹے بیٹوں کی طرف بھی منتقل ہوسکتا ہے تو اثنا عشریوں کا کیا قصور ہے جنھوں نے بڑے بیٹے اسماعیل کی غیر موجودگی یا وفات کی وجہ سے چھوٹے بیٹے موسیٰ کاظم کو امام تسلیم کرلیا تھا یا بوہروں کا کیا قصور ہے جنھوں نے اس نور کو نزّار کے بجائے مُستعلی میں تسلیم کرلیا تھا۔

انتقالِ نور کے سلسلہ میں یہ بات بھی باعث ِتعجب ہے کہ ۱۱ر جولائی ۱۹۵۷ء کو آغا خان سوم سلطان محمد شاہ نے اپنے بڑے بیٹے پرنس علی خان اور چھوٹے بیٹے پرنس صدر الدین دونوں کی موجودگی میں اپنے پوتے یعنی پرنس علی خان کے بیٹے شاہ کریم حسینی کے امام حاضر ہونے کا اعلان کیا اور بیٹیوں کو امامت اور نورِ امامت سے محروم کردیا۔ اس واقعہ سے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انتقالِ نور کا صرف امام حاضر کو ہی علم ہوتا ہے اور دوسروں کو اس وقت معلوم ہوتا ہے جب امام حاضر اعلان کرے۔ یہ اُصول بھی واقعات پر فٹ نہیں بیٹھتا۔ اس طرح تو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دونوں ہی امامت اور نورِ امامت سے محروم ہوجاتے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ نے اپنی وفات سے قبل کسی کو بھی امامت کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ اسی طرح جناب اسماعیل بھی اپنے بیٹے محمد کے امام ہونے کا اعلان نہ کرسکے تھے اور اسکی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔

بہرحال انتقالِ نور کے سلسلہ میں ان کے ہاں کوئی مستقل اصل نظر نہیں آتی۔ اسی بے ضابطگی کی وجہ سے اسماعیلی مذہب دورِ فاطمیین سے لے کر آج تک تفرقہ وتشتت کا شکار ہوکر روبہ انحطاط چلا آ رہا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۳ شانِ امامت

ہم کلمہ طیبہ کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں کہ اسماعیلیوں کے امام حاضر کا کلام یا فرامین مبارکہ درجہ میں کلام اللہ کے برابر یا اس سے بڑھ کر تو ہوسکتا ہے، اس سے کم تر نہیں ہوسکتا۔ ان کے نزدیک امام معصوم بھی ہوتا ہے اور کلام اللہ کا حقیقی علم صرف اسے ہی ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ دراصل شانِ رسالت اور ختم نبوت دونوں کا نقیض ہے۔

شانِ امامت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس سے ایسے ہی عاجزی و زاری سے دعا کی جانی چاہیے، مثلاً ان درج ذیل گریہ وزاری کی دعائیں ملاحظہ فرمائیے:

''یا نور مولانا شاہ کریم حسینی حاضر امام! چاند رات کے تمام ممبران کی اور حاضر جماعت کی کل مشکلات آسان کریں۔''

''یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کے کل گناہ معاف کریں۔''

''یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو دسوند شکریت میں پورا رکھیں۔''

''یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو حقیقی سمجھ عطا فرمائیں۔''

''یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کا ایمان سلامت رکھیں۔''

''یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو سکھی، سلامت، آباد رکھیں۔''

''یامولانا حاضر امام! گت جماعت کو اپنے گھر کی اور گت جماعت کی خدمت کرنے کی اعلیٰ توفیق دے۔''

''یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو عبادت، بندگی کرنے کی اعلیٰ ہمت بخشیں۔''

''یا مولانا حاضر امام! گت جماعت کو اپنا ظاہری، باطنی ،نورانی دیدار نصیب کریں۔''

''یا مولانا حاضرت امام! گت جماعت کی عرض و نیتی گریہ وزاری اپنے حضور پرنور میں قبول کریں۔''[۳۰]

سو یہ ہے شانِ امامت ...... بتلایئے یہ شان اللہ تعالیٰ سے کسی صورت کم ہے؟

ب: عبادات وشعائر

مندرجہ ذیل عبادات وشعائر فرقہ اسماعیلیہ میں تو موجود ہیں، لیکن اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں:

www.KitaboSunnat.com

ستاڑے ڈالنا

ستاڑے اسماعیلیوں کی ایک مذہبی رسم ہے جس میں سات دن تک تسبیح پڑھی جاتی اور دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اس رسم کو جماعت خانے میں اس وقت ادا کیا جاتا ہے جب ملک کو جنگ، سیلاب، زلزلے، قحط یا ایسی ہی کسی دوسری آفت کا سامنا ہو۔

اسی طرح اگر کسی مؤمن پر کوئی بُرا وقت آن پڑے تو ستاڑا ڈالا جاتا ہے اور پوری جماعت مل کر اس مشکل کے لئے دعائیں کرتی ہے۔ علاوہ ازیں روحانی بہبودی حاصل کرنے کے لئے ستاڑے ڈالے جاتے ہیں۔ (۳۱)

ستاڑے کی تسبیح کا طریقہ

''دوسری دعا کے بعد یا علی، یا محمد، کی تسبیح پوری ہونے پر ایک وینتی کا پاٹھ (ایجی کرپا کرہے دکھ داریدنکاڑو) بولا جائے اور اس کے بعد مندرجہ ذیل تسبیح نکالی جائے: اللہ الصمد (۱۱ دانے) سبحان اللہ (۱۱ دانے) بی بی فاطمہ کی تسبیح اللہ اکبر (۱۱ دانے) سبحان اللہ (۱۱ دانے) الحمد للہ (۱۱دانے) اس کے بعد جماعت کی گریہ وزاری کی دعائیں ہیں جس میں مندرجہ ذیل دعاؤں کا اضافہ کیا جائے:

یا نور مولانا شاہ کریم حسینی حاضر امام ستاڑے کی برکت سے گت جماعت کے کل گناہ معاف کریں۔ جماعت پر رحم کریں اور راضی ہوں۔ گت جماعت کی کل مشکلات، آفت اور بیماریاں دور کریں۔ گت جماعت کی نیک اُمیدیں پوری کریں۔'' (۳۲)

یہ ستاڑے ڈالنا اتنی اہم عبادت ہے، جو سال میں چار دفعہ ضرور کرنی ہے۔ چھوٹے گاؤں میں کسی خاص حالت کے تحت کم تعداد میں ستاڑے ڈالے جاسکتے ہیں، تاہم سال میں ایک مرتبہ ستاڑا ڈالنا لازمی ہے۔ (۳۳)

❷ نادی

مؤمن جماعت خانہ میں جاتا ہے تو امام حاضر کی مہمانی کے طور پر کوئی نہ کوئی چیز پلیٹ میں رکھ کر ساتھ لے جاتا ہے اور مکھی کا مڑیا کے سامنے رکھی ہوئی تپائی پر (جسے وہ اپنی زبان میں

---

(۳۰) مذہبی رسومات ص ۹ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، مؤرخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء
(۳۱) اسماعیلی تعلیمات حصہ نمبر ۵ ص ۲۶، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی
(۳۲) مذہبی رسومات ص ۱۵ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، مورخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

www.KitaboSunnat.com

پاٹ کہتے ہیں) رکھ دیتا ہے۔ پاٹ پر ایسی اشیا کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ نیز یہ اشیا جب تبرک کا مقدس درجہ حاصل کرچکتی ہیں تو ان کی جماعت خانہ میں برسرعام بولی کردی جاتی ہے۔متبرک ہونے کی وجہ سے ان اشیا کی قیمت میں بہت اضافہ ہوجاتا ہے۔ اسی بولی یا نیلامی کا نام ان کی زبان میں 'نادی' ہے۔ نادی سے یہ رقم ہر جماعت خانہ میں روزانہ ہزاروں تک جا پہنچتی ہے اور تہواروں کے دن تو اس آمدن میں اور بھی زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ایسی تمام رقوم امام حاضر کے کھاتے میں جمع ہوجاتی ہیں اور اس طرح اسماعیلی روزانہ اپنے امام کی مہمانی کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

۳ چھانٹے

اگر عام پانی پر ناد علیاً والی مشہور مشرکانہ رباعی پڑھ کر تین بار اس پانی پر دم کیا جائے تو یہ پانی چھانٹے (یا چھینٹے مارنے) کے لئے تیار ہے۔ یہ چھانٹے'' (i) گناہوں کی معافی کے لئے (ii) دسوند میں بھول چوک کے لئے (iii) قیامت کے دن کی شفاعت کے لئے (iv) بیمار کے بستر پر شفا اور صحت کے لئے (v) غسل میت کے بعد مغفرت کے لئے وغیرہ وغیرہ ڈالے جاتے ہیں۔ چھانٹے کی رسم کے وقت چھانٹے ڈلوانے والا 'بندہ گناہ گار گت بخشے شاہ پیر بخشے' کہے۔اس کے بعد چھانٹا ڈالنے والا شخص تین مرتبہ چھانٹا ڈالتے ہوئے ہر بار 'فرمان' کہے اور اس وقت چھانٹا ڈلوانے والا 'یا علی، یا محمدؐ' کہے۔''[۴۳]

اسماعیلیوں کی اس مذہبی رسم کی اہمیت ان مواقع سے بخوبی لگائی جاسکتی ہے جن پر ہم نے نمبر لگا دیے ہیں۔

۴ گناہوں کی معافی

امام حاضر کی مہمانی کے بہت سے طریقے اسماعیلیوں میں رائج ہیں۔ پہلا تو وہی ہے جس کا ذکر نادی کے سلسلے میں آچکا ہے۔ اقتباسِ ذیل میں اس طریقہ کے علاوہ دوسرے بھی چند طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

''جب یہ ممکن نہ رہا کہ امام الوقت مریدوں کے گھر جاکر ان کی دعوت قبول فرمائیں تو

---

(۴۳) مذہبی رسومات ص ۱۵ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

(۴۴) مذہبی رسومات ص ۶ بلیٹن مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی، مؤرخہ ۲۱ مارچ ۱۹۷۲ء

www.KitaboSunnat.com

مریدوں نے امام کی مہمانی جماعت خانہ میں کرنی شروع کی۔ آج بھی مہمانی جماعت خانہ میں روزانہ پیش کی جاتی ہے۔ مرید اسے روز مرہ کی کھانے پینے کی اشیا کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ عموماً تہواروں پر مہمانی جوش وخروش کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔''

''مولانا حاضر امام کی تشریف آوری کے موقع پر بھی نہ صرف مرید اپنے خاندانوں کی جانب سے مہمانیاں پیش کرتے ہیں بلکہ اداروں کی جانب سے بھی مہمانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ محبت کا یہ اظہار امام کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہے۔''[۳۵]

اب مریدوں نے امام کی محبت حاصل کرنے کے لئے یا اماموں نے 'محبت حاصل کرنے' کے نام پر مریدوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے جو طریقے وضع کئے ہیں، ان میں چند ایک کا ذکر تو اقتباسِ بالا میں آچکا اور چند ایک یہ ہیں:

(i) پنج بارہ سال کی منڈلی (مجلس) میں شامل ہونے کا ہدیہ-/۷۵ روپے تھا، اب گرانی کی وجہ سے شاید ریٹ بڑھ گیا ہے۔

(ii) بیت المال کی منڈلی (مجلس) میں شامل ہونے کا ہدیہ-/۲۸۰ روپے تھا، اب گرانی کی وجہ سے شاید ریٹ بڑھ گیا ہے۔

(iii) اور اگر یکمشت پانچ ہزار روپے ادا کر دیئے جائیں تو زندگی بھر کی مہمانی کا حق ادا ہو جاتا ہے اور ایسے آدمی کو امام سے اور امام کو ایسے آدمی سے بہت محبت ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (لائف مجلس)

(iv) اور اگر کوئی بیس ہزار روپے یکمشت ادا کر دے تو اس کی محبت کے کیا کہنے۔ ایسا آدمی نور علیٰ نور کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ گناہ سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے اور مرتے ہی سیدھا جنت الفردوس میں جا پہنچتا ہے۔ بسا اوقات نوبیاہتا جوڑے یکمشت چالیس ہزار روپے ادا کر کے جنت میں سیٹیں کنفرم کرا لیتے ہیں۔

یہ اور اس قسم کے کئی نذرانے ہیں، مثلاً بیعت کرنے کے، نومولود کا نام رکھنے کے یا نوبیاہتا جوڑے پر ہاتھ رکھنے کے وغیرہ وغیرہ جن سے امام کی مہمانی اور محبت حاصل کی جاتی ہے اور یہ ایسے اُمور ہیں جن کا ذکر ان کے لٹریچر میں آنا محال ہے۔ غور فرمایئے، اسلام میں ایسی مہمانیوں اور رقوم لے کر گناہ سے معافی کے اعلان کر دینے کی کوئی گنجائش ہے؟ ☆☆

---

[۳۵] اسماعیلی تعلیمات حصہ چہارم ص ۱۶،۱۷، مطبوعہ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے پاکستان، کراچی

www.KitaboSunnat.com